بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا

از افادات متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اہل السنت والجماعت کا موقف:

اہل السنت والجماعت کے ہاں نماز پڑھتے وقت سر کو ڈھانپنا چاہیے، چاہے پگڑی کے ذریعے ہو یا ٹوپی کے ذریعے۔ ہاں اگر مجبوری ہو مثلاً کپڑا نہ مل رہا ہو تو الگ بات ہے۔ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اہل السنت والجماعت بغیر سر ڈھانپے نماز کو بالکل باطل قرار نہیں دیتے (جیسا کہ بعض غیر مقلدین یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اہل السنت والجماعت کے ہاں ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز باطل ہوتی ہے) بلکہ اسے خلافِ ادب، خلاف سنت، مکروہ اور ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

غیر مقلدین کا موقف:

غیر مقلدین کے اکابر کا موقف یہی ہے کہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھی جائے، ننگے سر نماز پڑھنا جیسا کہ آج کل یہ رسم عام پھیل رہی ہے، اسے غیر مقلد اکابرین نے بھی بدرسم، ہر لحاظ سے ناپسندیدہ اور مکروہ لکھا ہے۔ (ان کے اقوال آگے آرہے ہیں) لیکن موجود غیر مقلدین کا ایک بہت بڑا طبقہ ننگے سر نماز پڑھتا نظر آرہا ہے اور طرفہ تماشہ یہ کہ اسے "سنت" سے تعبیر کرتا ہے۔ اس موقف پر ان کے عمل کے علاوہ کتب بھی ہیں جیسا کہ حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب "کون کہتا ہے کہ ننگے سر نماز نہیں ہوتی" مؤلفہ عبد الرحمٰن صاحب غیر مقلد کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

1 ننگے سر نماز پڑھنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (ص14)

2 چاہیے یہ تھا کہ حنفی علماء بھی کبھی کبھی سر ننگے جماعت کرایا کریں تاکہ لوگوں کو اس سنت صحیحہ کا علم ہو جائے۔ (ص15)

3 اس مسئلہ میں وسعت ہے، سر ڈھانکنا بھی سنت ہے اور نہ ڈھانکنا بھی سنت ہے۔ (ص23)

دلائل اہل السنت والجماعت:

اہل السنت والجماعت کا موقفِ مذکور مندرجہ ذیل دلائل سے ثابت ہے۔

دلیل نمبر 1:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

(الاعراف:31)

ترجمہ: ہر نماز کے وقت خوبصورت لباس پہنو۔

آیت کی تفسیر و تشریح:

1: علامہ ابن تیمیہ الحنبلی رحمہ اللہ (م728ھ) لکھتے ہیں:

وَاللّٰہُ تَعَالٰی أَمَرَ بِقَدْرٍ زَائِدٍ عَلٰی سَتْرِ الْعَوْرَۃِ فِی الصَّلَاۃِ، وَھُوَ أَخْذُ الزِّینَۃِ، فَقَالَ: (خُذُوا زِینَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ) فَعَلَّقَ الْأَمْرَ بِاسْمِ الزِّینَۃِ لَا بِسَتْرِ الْعَوْرَۃِ۔

(الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ: ج5 ص326)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نماز کے لیے ستر عورت (اعضاء ستر کے ڈھانپنے) کے علاوہ ایک زائد حکم بھی دیا ہے اور وہ ہے اچھا لباس پہننا، چنانچہ فرمایا کہ ہر نماز کے وقت خوبصورت لباس پہنو۔

اور اس کی تشریح خود حنبلی مذہب میں یوں ہے:

قال التميمي الثوب الواحد يجزء والثوبان أحسن والأربع أكمل: قميص وسراويل وعمامة وإزار.

(المغنی لابن قدامہ: ج2ص136)

ترجمہ: ابوالحسن التمیمی فرماتے ہیں: ایک کپڑا نماز کے جواز کے لیے کافی ہے دو کپڑے بہتر ہیں چار کپڑے ہوں تو نماز اور زیادہ کامل ہوگی، چار کپڑے یہ ہیں قمیض، پاجامہ، پگڑی اور تہبند۔

2: شیخ الاسلام الشیخ محمد زاہد بن الحسن الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (م 1371ھ) فرماتے ہیں:

ولا شك ان الفظ الزينة يتناول غطاء الرؤس تناولا اوليا فيكون مامورا به في الآية وتوهم اقتصار الآية على سبب نزولها من زجر اهل الجاهلية الذين كانوا يطوفون بالكعبة وهم عراة من جميع ملابسهم ابتعاد عن منهج اهل الاستنباط من ان العبر بشمول اللفظ لا بخصوص السبب ولذا ترى اهل المذاهب مجمعين على استحباب لبس القلنسوة والرداء والازار في الصلاة كما شرح المنية 349 ومجموع النووي ص3-173 وغيرهما.

(مقالات الکوثری: ص171)

ترجمہ: اور یہ وہم کرنا کہ "یہ آیت تو جاہلیت کے لوگوں کو کعبے کا تمام کپڑے اتار کا ننگا طواف کرنے پر تنبیہ کرنے کے لیے نازل ہوئی تھی لہذا اس کا حکم ننگے طواف کرنے کے ساتھ خاص رہے گا" یہ استنباط کے بنیادی اصول سے بہت دور کی بات ہے، کیونکہ اعتبار لفظ کے شامل ہونے کا ہوتا ہے نہ کہ سبب کے خاص ہونے کا اور اسی وجہ سے آپ دیکھتے ہیں کہ تمام مسالک کے حضرات ٹوپی، قمیص اور پائجامہ میں نماز پڑھنے کے مستحب ہونے پر متفق ہیں، جیسے کہ منیہ کی شرح: ص349 اور مجموع النووی: ج3 ص173 وغیرہ میں مذکور ہے۔

3: شیخ محمد بن صالح بن محمد عثیمین لکھتے ہیں:

والذي جاء في القرآن (يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ)(اعراف) فامر الله تعالى باخذ الزينة عند الصلاة واقل ما يمكن لباس يواري السواة وما زاد على ذالك فهو فضل والسنة بينت ذلك على سبيل التفصيل واذا كان الانسان يستحي ان يقابل ملكا من الملوك بثياب لاتستر اونصف بدنه ظاهر فكيف لا يستحي ان يقف بين يدي ملك الملوك عزوجل بثياب غير مطلوب منه ان يلبسها ولهذا قال عبد الله بن عمر تخرج الى الناس وانت حاسر الراس؟ قال: لا. قال: فالله احق ان تتجمل له هذا صحيح لمن عادتهم انهم لا يحسرون عن رؤوسهم.

(الشرح الممتع علی زادا المستقنع للعثیمین باب شروط الصلاۃ منھا العورۃ)

ترجمہ: اور قرآن مجید میں ارشاد ہے: اے بنی آدم! ہر سجدہ کے وقت (یعنی نماز) اپنی زینت لے لیا کرو۔ پس اللہ تعالی نے اس آیت میں نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کا حکم فرمایا جس کا کم از کم درجہ ایسا لباس ہے جس سے ستر چھپ جائے اور اس سے زیادہ لباس کی فضیلت ہے اور سنت نے اس کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے اور جب انسان اس بات سے شرم کرتا ہے کہ وہ بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے سامنے ایسے کپڑوں میں آئے جو ستر کو چھپائے ہوئے نہ ہو یا اس کے بدن کا آدھا حصہ کپڑوں سے چھپا ہوا نہ ہو تو انسان کو اس بات سے کیوں نہیں شرم آنی چاہیے کہ وہ تمام بادشاہوں کے بادشاہ اللہ عزوجل کے سامنے ایسے کپڑوں میں کھڑا ہو جس کا پہننا اس کی طرف سے مطلوب نہیں۔ اور اسی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام حضرت نافع سے جب انہیں ننگے سر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا، فرمایا تھا کہ اپنا سر ڈھانک لیجئے کیا آپ لوگوں کے سامنے ننگے سر جانا گوارہ کریں گے؟ نافع نے کہا کہ نہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی تو دوسروں کے مقابلے میں جمال

وزینت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور یہ بات ان لوگوں کے لیے صحیح ہے جن کی عادت یہ ہے کہ وہ اپنے سر ننگے نہیں کرتے اور لوگوں کے سامنے ننگے سر جانا گوارہ نہیں کرتے۔

4: غیر مقلد عالم جناب سید نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

اس آیت ﴿یَا بَنِی آدَمَ خُذُوا زِینَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ سے ثابت ہوا کہ ٹوپی اور عمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ ہے، کیونکہ لباس سے زینت ہے اگر عمامہ یا ٹوپی رہتے ہوئے تکاسلا۔ (سستی کی وجہ سے) برہنہ (سر) نماز پڑھے تو مکروہ ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ج1 ص240)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

احکم الحاکمین نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کی نسبت یہ حکم کیا ہے کہ ﴿یَا بَنِی آدَمَ خُذُوا زِینَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ یعنی تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے لے لیا کرو یعنی کپڑے پہن کر نماز پڑھا کرو اور کپڑے میں عمامہ بھی داخل ہے کیونکہ عمامہ ایک مسنون کپڑا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ج3 ص373)

5: غیر مقلد عالم عبید اللہ خان عفیف لکھتے ہیں:

یَا بَنِی آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُوَارِی سَوْآتِکُمْ وَرِیشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَی الآیة۔ یَا بَنِی آدَمَ خُذُوا زِینَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ الآیة۔

کوئی ان دونوں آیات کی جو بھی تفسیر کرے مگر ان دونوں کے اطلاق اور عموم سے علی الاقل الحکم لعموم اللفظ لا بخصوص السبب پورا لباس زیب تن نماز پڑھنا نماز کی شان اور اس کے آداب میں شامل ہے اور ہمارے عرف میں تین کپڑے پگڑی، تہبند اور قمیض پورا لباس کہلاتے ہیں۔

(فتاویٰ محمدیہ ترتیب غیر مقلد عالم مولوی مبشر احمد ربانی ج1 ص379)

دلیل نمبر 2:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فِی الشِّتَاءِ فَرَأَیْتُهُمْ فِی الْبَرَانِسِ وَالأَکْسِیَةِ وَأَیْدِیهِمْ فِیهَا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج9 ص157 حدیث نمبر 17564)

ترجمہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سردی کے موسم میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ لمبی ٹوپیوں اور چادروں میں (نماز پڑھتے) تھے اور ان کے ہاتھ چادروں کے اندر رہتے تھے۔

دلیل نمبر 3:

حضرت فُلتان بن عاصم الجرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأیتہم یصلون فی الأکسیۃ والبرانس وأیدیہم فیہا من البرد۔

(معجم الصحابۃ لابن قانع: ج2 ص152 رقم الحدیث 1372)

ترجمہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام) کو دیکھا کہ وہ چادریں اوڑھے اور ٹوپیاں پہنے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ سردی کی وجہ سے چادروں کے اندر تھے۔

دلیل نمبر 4:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دَهْنَ رَأْسِهِ وَتَسْرِيحَ لِحْيَتِهِ، وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ حَتّٰى كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ.

(شمائل الترمذی: ص4- باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کثرت سے تیل لگایا کرتے تھے اور داڑھی مبارک میں کثرت سے کنگا کیا کرتے تھے اور سر پر کثرت سے کپڑا اوڑھے رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ کا وہ کپڑا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا تیلی کا کپڑا ہے۔

دلیل نمبر 5:

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت ہے:

ما رایت احدا ادوم قناعا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی كَأَنَّ مِلْحَفته مِلْحَفةُ زيَّات.

(تاریخ بغداد: ج5 ص372 تحت ترجمۃ بکر بن السَّمَیْدَع ابو الحسن)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو ہیشگی کے ساتھ سر ڈھانپتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ آپ کا رومال تیلی کے رومال کی طرح ہوتا تھا۔

دلیل نمبر 6:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر القناع ویکثر الدھن راسه ویسرح لحیته بالماء.

(شعب الایمان للبیہقی: ج5 ص226 فصل فی اکرام الشعر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر کثرت سے رومال اوڑھ رکھتے تھے اور سر مبارک پر کثرت سے تیل لگایا کرتے تھے اور اپنی داڑھی کو پانی سے صاف فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس روایت میں سر ڈھانکے جانے والے کپڑے کے بارے میں تیل کے اثرات کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے معمول میں یہ تین کام مستقلاً تھے یعنی [1] ہمیشہ سر ڈھانپنا [2] تیل لگانا [3] ڈاڑھی کو پانی سے صاف کرنا۔ لہذا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا صرف اس لیے رکھتے تھے کہ چونکہ آپ ہمیشہ تیل لگایا کرتے تھے" اس لیے کہ اس روایت میں یہ کام مستقلاً ثابت ہو رہا ہے۔

نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب خارجِ صلاۃ سر ڈھانپنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے تو داخلِ صلاۃ (جو کہ احکم الحاکمین کے سامنے حاضری کی حالت ہے) اس کا کس قدر اہتمام فرماتے ہوں گے۔ فتفکر

دلیل نمبر 7:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَحْسِرِ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهِ. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج2 ص500 باب من کرہ السجود علی کور العمامۃ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھے تو اپنی پیشانی سے پگڑی کو ہٹائے۔

دلیل نمبر 8:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَسِرَ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص499 باب من کرہ السجود علی کور العمامۃ)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنی پیشانی سے پگڑی ہٹا لیتے۔

دلیل نمبر 9:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُونَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَيَدَاهُ فِي كُمِّهِ.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 56 باب السجود علی الثوب فی شدۃ الحر)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قوم (یعنی صحابہ کرام زمین کے گرم ہونے کی وجہ سے) عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ : إِنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَسْجُدُونَ وَأَيْدِيهِمْ فِي ثِيَابِهِمْ ، وَيَسْجُدُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ عَلَى عِمَامَتِهِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 2 ص 497 باب فی الرجل یسجد ویداہ فی ثوبہ)

ترجمہ: امام حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں سجدہ کرتے تھے ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور ان میں سے کوئی آدمی اپنی ٹوپی اور پگڑی پر سجدہ کرتا تھا۔

دلیل نمبر 10:

حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ الأَسْوَدَ يُصَلِّي فِي بُرْنُسٍ طَيَالِسِهِ ، يَسْجُدُ فِيهِ ، وَرَأَيْت عَبْدَ الرَّحْمَنِ ، يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ ، يُصَلِّي فِي بُرْنُسٍ شَامِيٍّ يَسْجُدُ فِيهِ.

مصنف ابن ابی شیبہ: ج 2 ص 495، 496 باب فی الرجل یسجد ویداہ فی ثوبہ

ترجمہ: میں نے حضرت اسود کو دیکھا کہ وہ اپنی چادر کے ساتھ جڑی ہوئی ٹوپی میں نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ بھی اسی میں کر رہے تھے اور میں نے عبد الرحمن بن یزید کو شامی لمبی ٹوپی میں نماز پڑھتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

مذاہبِ اربعہ کے حوالہ جات:

مذہبِ حنفی:

1: والمستحب أن يصلي في ثلاثة ثياب من أحسن ثيابه قميص وأزرار وعمامة.

(مراقی الفلاح لحسن بن عمار الشرنبلالی: ص 124)

ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ خوبصورت کپڑوں میں نماز ادا کی جائے یعنی قمیص، تہبند اور پگڑی میں۔

2: لو صلى مكشوف الرأس، وهو يجد ما يستر به الرأس، إن كان تهاوناً بالصلاة يكره.

(المحیط البرہانی: ج 5 ص 137)

ترجمہ: اگر سر ڈھانپنے کے لیے کپڑا موجود ہو اس کے باوجود اسے محض اہمیت نہ دیتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھے تو یہ مکروہ ہے۔

مذہبِ مالکی:

والسنة في حق الرجل ان يستر جميع جسده على الوجه المشروع فيه فهو مطلوب بذلك لاجل الامتثال ثم العمامة على صفتها كما تقدم ذكره. (المدخل لابن الحجاج: ج 1 ص 142 فصل فی اللباس)

ترجمہ: مرد کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ شرعی طریقہ کے مطابق اپنے جسم کو ڈھانپے اور اللہ کے احکام کی بجا آوری کے پیشِ نظر یہی بات مطلوب ہے، پھر بیان کردہ طریقہ کے مطابق پگڑی باندھ کر سر کو ڈھانپا جائے جیسا کہ اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

مذہبِ شافعی:

1: قال أصحابنا يستحب ان يصلي الرجل في أحسن ثيابه المتيسرة له ويتقمص ويتعمم۔

(المجموع شرح المهذب للنووی: ج4ص196 باب ستر العورۃ)

ترجمہ: ہمارے حضرات شوافع کہتے ہیں کہ آدمی کو جو خوبصورت لباس میسر ہو وہ پہن کر نماز پڑھے، قمیض بھی پہنے اور پگڑی بھی باندھے۔

2: وَيُسَنُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَلْبَسَ لِلصَّلَاةِ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيَتَقَمَّصَ وَيَتَعَمَّمَ۔

(تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج: ج6ص265 باب شروط الصلاۃ)

ترجمہ: آدمی کے لیے نماز میں اچھے سے اچھا لباس پہننا سنت ہے، قمیص پہنے، پگڑی کے ساتھ سر کو ڈھانپے۔

3: ويسن لرجل والإمام أبلغ أن يصلي في ثوبين مع ستر رأسه ولا يكره في ثوب واحد يستر ما يجب ستره۔

(الاقناع لمحمد الشربینی: ج1ص88)

ترجمہ: آدمی کے لیے سنت یہ ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھے اور سر بھی ڈھانپے، اور امام کے لیے تو یہ حکم اور بھی زیادہ تاکید رکھتا ہے اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جس سے واجب ستر ڈھانکا جاسکے، مکروہ نہیں ہے۔

مذہبِ حنبلی:

ويستحب للرجل حرا كان أو عبدا أن يصلي في ثوبين ذكره بعضهم إجماعا. قال ابن تميم وغيره مع ستر رأسه بعمامة۔

(المبدع شرح المقنع لبرہان الدین ابراہیم بن محمد: ج1ص312)

ترجمہ: آزاد یا غلام کے لیے دو کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور بعض علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابن تمیم وغیرہ نے کہا ہے کہ پگڑی کے ساتھ سر کو چھپانے کے علاوہ دو کپڑے مراد ہیں۔

غیر مقلدین کے اکابر کی تصریحات:

[1]: سید نذیر حسین دہلوی صاحب:

آپ لکھتے ہیں:

اس میں کلام نہیں کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام ﷺ و من بعدھم عام طور عمامہ کی موجودگی میں عمامہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں:

ادركتُ في مسجدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم سبعين مُحَنَّكًا وإنَّ احدَهم لَوِ ائْتُمِنَ على بيت المال لَكان به اميناً۔

ترجمہ: حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ستر کے قریب آدمی دیکھے جنہوں نے سر پر پگڑیاں باندھ رکھی تھی اوران میں سے ایک اس درجہ کا آدمی تھا کہ اگر اس بیت المال پر امین بنایا جائے تو امین ثابت ہو، علمانے بھی یہ لکھاہے کہ نماز باعمامہ مستحب وافضل ہے۔

"رفع الالتباس عن مسائل اللباس" میں ہے: شک نہیں کہ نماز باعمامہ کو بے عمامہ پر فضیلت ہے باعتبار و قار وسکینہ واتباع سنت کے، حدیث عبادہؓ میں فرمایا ہے کہ:

عليكم بالعِمامة فانها سِيْمَاءُ الملائكة۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: پگڑی سر پر رکھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کا لباس ہے

اور حدیث رکانہ میں فرمایا ہے:

فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس (رواہ الترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہمارے عماموں کے نیچے ٹوپیاں ہوتی ہیں......

ایک اور فتویٰ میں لکھا ہے کہ: جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے اور عمامہ باندھنا دربار شاہی کے منافی نہیں ہے بلکہ اسی شہنشاہ احکم الحاکمین نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کی نسبت یہ حکم کیا ہے کہ ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ یعنی تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے لے لیا کرو یعنی اپنے کپڑے پہن کر نماز پڑھا کرو اور کپڑے میں عمامہ بھی داخل ہے کیونکہ عمامہ ایک مسنون کپڑا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ: ج3 ص372، 373)

[2]: ثناء اللہ امرتسری صاحب:

موصوف لکھتے ہیں:

صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا ہو پگڑی سے یا ٹوپی سے۔

(فتاویٰ ثنائیہ: ج1 ص522 تا 523)

[3]: سید محمد داؤد غزنوی صاحب:

آپ نے اپنے والد بزرگوار امام عبد الجبار کا ننگے سر نماز کے خلاف فتویٰ نقل کر کے آخر میں اپنی رائے کا یوں اظہار کیا ہے:

ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گذری جس میں باصراحت یہ مذکور ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرام نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو، اس لیے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہیے۔

اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی، اگر تعبد اور خضوع وخشوع وعاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا، اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے تعبد یا خضوع وخشوع کی علامت نہیں اور اگر کسل وسستی کی وجہ سے ہے تو منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا۔ وَلَا يَأْتُونَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ (نماز کو آتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر) غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام ج11 شمارہ نمبر18 وفتاویٰ علمائے حدیث: ج4 ص291)

[4]: عبد المجید سوہدروی صاحب:

لکھتے ہیں: بطور فیشن لاپرواہی اور تعصب کی بناء پر مستقل اور ابد الآباد کے لیے یہ (ننگے سر نماز پڑھنے والی) عادت بنا لینا جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جا رہا ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے نبی ﷺ نے خود یہ عمل نہیں کیا۔

(اہلحدیث سوہدرہ ج15 شمارہ22 وفتاوی علمائے حدیث: ج4 ص281)

[5]: ابو سعید شرف الدین دہلوی:

آپ لکھتے ہیں: بحکم ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ اور رسول اللہ ﷺ کا سر پر عمامہ رکھنے سے عمامہ سنت ہے اور ہمیشہ ننگے سر کو نماز کا شعار بنانا بھی ایجاد بندہ ہے (یعنی بدعت ہے) اور خلاف سنت ہے گاہے چنیں جس کا حکم اور ہے شعار کا اور پس اول جائز ثانی ایجاد۔

(فتاویٰ ثنائیہ: ج1 ص590)

مزید لکھتے ہیں:

بعض کا شیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آتے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداا تار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں بالکل غلط ہے یہ فعل سنت سے ثابت نہیں ہاں اس فعل کو مطلقاناجائز کہنا بھی بیو قوفی ہے۔[ہم بھی مطلقاًعدم جواز کے قائل نہیں کسی عذر اور مجبوری کی وجہ سے جائز ہے۔ناقل] ایسے ہی برہنہ سر کو بلاوجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے اور خلاف سنت بے وقوفی ہی تو ہوتی ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ: ج1ص521)

[6]: مولوی محمد اسماعیل سلفی:

موصوف نے ننگے سر نماز کی عادت کے خلاف بڑا طویل، مدلل، زوردار اور فکر انگیز فتویٰ دیا ہے، چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

ننگے سر نماز کی عادت عقل اور فہم کے خلاف ہے عقل مند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ اور اہل علم کا طریقہ وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاًباجماعت فرائض میں بلکہ عادت مبارک یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادافرماتے تھے عام ذہن کے لوگوں کو (فی ثوب واحد) اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز (ادا) کی جائے تو سر ننگا رہے گا حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جا سکتا ہے۔غرض کسی حدیث سے بھی بلاعذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں محض بے عملی یا بد عملی یا کس کی وجہ سے یہ رواج پڑرہا ہے بلکہ جہلا تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں العیاذ باللہ کپڑا موجود ہو تو سر ننگے نماز ادا کرنا یا ضد سے ہو گا یا قلت عقل سے نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ اچھے کپڑوں کے ساتھ تجمل سے نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے آیت ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ ﴾ کے مضمون سے بھی اسی سے وضاحت ہو جاتی ہے۔ ان تمام گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلاوجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے یہ اور بھی نامناسب ہے۔۔

ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل وفراست سے متعلق ہے اگر اس جنس لطیف سے طبعیت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج4ص286تا289)

[7]: مولوی عبد الستار:

نائب مفتی محکمۃ القضاء الاسلامیہ، جماعت غرباء اہلحدیث لکھتے ہیں:

ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ وافضل ہے کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعث زیب وزینت ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج3ص59)

[8]: سید محب اللہ شاہ راشدی:

سید محب اللہ شاہ راشدی غیر مقلد نے حافظ نعیم الحق نعیم کے فتویٰ کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے، کا رد بڑے پر زور انداز اور تحقیقی لب ولہجہ سے کیا ہے فتوی بڑا طویل ہے، چند اقتباسات حاضر خدمت ہیں:

"یہ کہنا کہ سر ڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے، اس سے راقم الحروف کو اختلاف احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر وبیشتر اوقات آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سر پر عمامہ باندھے رہتے یا ٹوپیاں ہوتی تھیں اور راقم الحروف کے علم کی حد تک سوائے حج وعمرہ کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک پر عمامہ وغیرہ

تھا لیکن مسجد میں آکر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کی۔

اگر یہ آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول نہ ہوتا تو جس طرح سر پر عمامہ یا ٹوپی کا ثبوت مل رہا ہے اس طرح ننگے سر چلتے پھرتے رہنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بھی روایات ضرور مل جاتیں لیکن اس قسم کی ایک روایت بھی میرے علم میں نہیں آئی، جب یہ آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول ہوا تو یہ عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پسند ہو گا۔ سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے یا نماز وغیرہ پڑھنے کو پسندیدہ قرار نہ دینا صحیح معلوم نہیں ہوتا اسی طرح ہم نے بڑے بڑے علماء وفضلاء کو دیکھا کہ وہ اکثر وبیشتر سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے اور نماز پڑھتے ہیں یہ آج کل جو نئی نسل خصوصا اہل حدیث جماعت کے افراد کا معمول بنا رکھا ہے اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جاسکتا ہے۔ مسنون نہیں یا کسی چیز کے جائز ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مندوبات ومستحبات کو بالکل ترک کر دیا جائے لیکن آج کل کے معمول سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتب احادیث میں جو جو مندوبات ومستحبات، سنن ونوافل کے ابواب موجود ہیں یہ سراسر فضول ہیں اور ہمیں صرف جواز اور رُخص پر ہی عمل کرنا ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان (یعنی حنفیوں) کے لیے مستحبات کا خاتمہ بھی کر دیں اور ننگے سر نماز پڑھنے کا کوئی دائمی معمول بنالیں پھر اگر یہی مقصود تھا تو گھر سے ہی ننگے سر آتے اور نماز پڑھ لیتے لیکن یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ گھر سے تو ٹوپی وغیرہ سر پر رکھ آتے ہیں لیکن مسجد میں داخل ہو کر سر سے ٹوپی وغیرہ اتار کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ اور نماز شروع کر دیتے ہیں۔ اب عوام میں یہ غلط فہمی پھیلتی جاتی ہے کہ گھر سے تو ٹوپی وغیرہ سر پر رکھ کر آنا چاہیے لیکن مسجد میں آکر اس کو اتار دینا چاہیے اور ننگے سر ہی نماز پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ یہی سنت رسول ﷺ ہے اس لیے کہ اہلحدیث جماعت کے بہت سے افراد کا اس پر عمل ہے۔ اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے اور یہ محض اہلحدیثوں کے طرز عمل سے ہی پیدا ہو رہی ہے حالانکہ صحیح تو کجا مجھے تو ایسی ضعیف حدیث بھی نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ گھر سے تو اس حال میں نکلے کہ سر پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آتے ہی اس کو اتار لیا اور ننگے سر نماز پڑھی، پھر اس کو دائمی اور مستمرہ معمولات میں سے بنانے کی وجہ سے لوگوں کو کیا یہ خیال نہ گزرتا ہو گا کہ آنحضرت ﷺ کی سنت ہے تو اس غلط فہمی کے دور کرنے کے لیے بھی کیا یہ اہم وپسندیدہ بات نہیں کہ اکثر وبیشتر سر ڈھانپ دیا جائے خواہ نماز میں خواہ اس سے باہر تاکہ یہ غلطی رفع ہو جائے۔

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز کے ثبوت سے اس کا نزلہ یہ حضرات صرف اسی بیچاری ٹوپی وغیرہ پر ہی کیوں گرانے پر مصر ہیں۔ اگر ننگے سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں تو بسم اللہ آپ گھر سے ہی ایک کپڑے میں آئیں اور نماز بھی پڑھ لیں اور یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو قمیض، شلوار، کوٹ، وغیرہ پہن کر آتے ہیں اور مسجد میں دخول کے بعد صرف پگڑی یا ٹوپی اتار کر نماز پڑھنی شروع کر دی، یاللعجب۔

مجھے تو سر ڈھانپنا ہر حال میں بہتر اولی اور مستحب ومندوب نظر آتا ہے۔

(الاعتصام، مجریہ 22 دسمبر 1989ء ج45 شمارہ 27)

[10]: مولوی عبید اللہ عفیف:

موصوف لکھتے ہیں:

قرآن مجید کے اطلاق، رسول اللہ ﷺ کے ارشاد، صحابہ کرامؓ کی تصریحات، شارحین حدیث کی تحقیقات اور شیخ امام ابن تیمیہ ودیگر مفتیان عظام کے فتاویٰ جات زیب قرطاس کرنے کے بعد اتمام حجت کے طور پر عملی توارث بھی پیش کر دینا نامناسب نہ ہو گا۔ سو واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام سلف صالحین اور اہل علم کا طریق وہی رہا ہے جو شروع سے اب تک مساجد میں متوارث ومعمول بہا چلا آرہا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کی عادت یہی تھی کہ پگڑی یا ٹوپی سمیت پورے لباس میں نماز ادا فرماتے تھے لیجئے پڑھئے اور اس غلط رواج پر کچھ غور فرمائیے!

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے اس (ننگے سر نماز پڑھنے) کو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور عادت مبارک سمجھنا صحیح نہیں بلکہ اس جواز کو شعار بنالینا بد رسم اور ایجاد بندہ (یعنی بدعت) ہے اور عافیت اس کے ترک ہی میں ہے۔ پس پورا لباس قمیض، تہبند اور پگڑی وغیرہ پہن کر اور بن ٹھن کر نماز پڑھنی چاہیے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مستمرہ اور سلف وخلف اہل علم کا متواتر عمل یہی رہا ہے کہ وہ پگڑی اور ٹوپیوں کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور یہی طریق سنت اور افضل ہے۔ کوئی ایسی مرفوع حدیث صحیح اور صریح میرے ناقص علم ومطالعہ میں نہیں گزری جس سے اس عادت اور فیشن کا ثبوت ملتا ہو چہ جائے کہ اس رواج اور بد رسم کو سنت کہا جائے یا اس کو سنت باور کرانے کے لیے اشہب قلم کو مہمیز کی جائے اور اضطراب کا باب اس سے الگ ہے۔

(فتاویٰ محمدیہ بترتیب مبشر احمد ربانی: ج1 ص385)

غیر مقلدین کے شبہات

غیر مقلدین اس مسئلہ میں چند شبہات پیش کرتے ہیں اور احادیث وآثار سے غلط استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً

شبہ نمبر 1:

حضرت عمرو بن ابی سلمہ سے روایت ہے:

رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی فی ثوب واحد مشتملاً به فی بیت ام سلمة.

(بخاری ومسلم)

غیر مقلدین کہتے ہیں: عربی میں "اشتمال" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک چادر بدن پر اس طرح لپیٹی جائے کہ دائیں طرف کا کنارہ بائیں طرف کے کندھے پر لے جاکر گردن کے پیچھے سے دونوں کونوں کو باندھ دیتے ہیں۔ اس صورت میں ضرور دونوں بازو اور سر بھی ننگا ہوتا ہے۔

(کون کہتا ہے؟: ص15)

جواب نمبر 1:

اس حدیث کا مطلب سمجھنے کے لیے ایک اور حدیث دیکھی جائے گی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رأیته یصلی فی ثوب واحد مُتَوَشِّحًا به.

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 518)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک کپڑے کے دونوں کنارے اپنے اوپر الٹ پلٹ کیے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث کے لفظ "توشیح" کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ پورے بدن کو لمبے کپڑے سے اس طرح ڈھانپا جائے کہ سر پر بھی یہ کپڑا آجائے۔ چنانچہ البحر الرائق میں ہے:

التَّوَشِیحُ أَنْ یَکُونَ الثَّوْبُ طَوِیلًا یَتَوَشَّحُ بِهِ فَیَجْعَلُ بَعْضَهُ علی رَأْسِهِ وَبَعْضَهُ علی مَنْکِبَیْهِ وَعَلَى کل مَوْضِعٍ من بَدَنِهِ

(البحر الرائق: ج2 ص44 باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا)

ترجمہ: "توشیح" کا مطلب یہ ہے کہ ایک لمبے کپڑے کو اس طرح لپیٹا جائے کہ اس کا کچھ حصہ سر پر ہو، کچھ دونوں کندھوں پر ہو اور (جہاں تک ممکن ہو) بدن کے ہر حصہ پر ہو۔

المحیط البرہانی میں ہے:

قال نجم الدين في «كتاب الخصائل»: قلت لشيخ الإسلام: إن محمداً يقول في «الكتاب» لا بأس بأن يصلي في ثوب واحد متوشحاً به، وقال: مراد محمد أن يكون ثوباً طويلاً يتوشح به فيجعل بعضه على رأسه وبعضه على منكبيه، وعلى كل موضع من بدنه أما ليس فيه تنصيص على إعراء الرأس والمنكبين.

(المحیط البرہانی: کتاب الصلاۃ، فی الفصل بین الاذان والا قامۃ)

ترجمہ: امام نجم الدین النسفی اپنی تالیف "کتاب الخصائل" میں لکھتے ہیں: میں نے شیخ الاسلام ابو الحسن السُّغْدی البخاری سے پوچھا کہ امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ نے اپنی تالیف "الکتاب" میں لکھا ہے کہ اگر نمازی ایک کپڑے کو توشیحاً لپیٹ کر نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں (اس کا مطلب کیا ہے؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ امام محمد رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ ایک لمبے کپڑے کو اس طرح لپیٹا جائے کہ اس کا کچھ حصہ سر پر ہو، کچھ دونوں کندھوں پر ہو اور (جہاں تک ممکن ہو) بدن کے ہر حصہ پر ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سر اور کندھے ننگے ہوں۔

لہذا اس دوسری حدیث سے معلوم ہو گیا کہ ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہیں تھی کہ سر ننگا رہے جیسا کہ غیر مقلدین نے سمجھ رکھا ہے بلکہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے سر بھی ڈھانپا جا سکتا ہے جیسا کہ توشیح کے معنی سے واضح ہوتا ہے۔

جواب نمبر2:

یہ بیان جواز کے لیے ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهذا كله دليل لبيان الجواز.

(شرح مسند ابی حنیفۃ لعلی القاری ج1 ص164)

ترجمہ: یہ بیان جواز کے لیے ہے۔

جواب نمبر3

یہ مجبوری کی حالت تھی کہ اس وقت کپڑوں کی قلت تھی لوگ غریب تھے۔ چنانچہ مسند احمد میں حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے:

الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ إِذْ كَانَ فِي الثِّيَابِ قِلَّةٌ فَأَمَّا إِذْ وَسَّعَ اللهُ فَالصَّلَاةُ فِي الثَّوْبَيْنِ أَزْكَى.

(مسند احمد بن حنبل: ج15 ص472 رقم الحدیث 21173)

ترجمہ: ایک کپڑے میں نماز ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پڑھتے تھے لیکن اس وقت ہم پر کوئی بھی عیب نہ دھرتا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ اس لیے تھا کہ اس وقت کپڑوں کی قلت تھی (لوگ غریب تھے) لیکن آج کے دور میں اللہ نے ہمیں وسعت دی ہے تو نماز دو کپڑوں میں بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ اس مسئلے کا تعلق سر ڈھانپنے سے نہیں بلکہ اس کا تعلق وسعت کے ساتھ ہے۔

جواب نمبر4:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود غیر مقلد عالم سے اس حدیث کا مطلب بیان کر دیا جائے ممکن ہے گھر کی گواہی کے سامنے سر تسلیم خم ہو جائے۔ مولوی محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ اور اہل علم کا طریقہ وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاً باجماعت فرائض میں بلکہ عادت مبارک یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز

ادا فرماتے تھے عام ذہن کے لوگوں کو (فی ثوب واحد) اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز (ادا) کی جائے تو سر ننگا رہے گا حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جاسکتا ہے۔ غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کی عادت اختیار کرنا ثابت نہیں محض بے عملی یا بد عملی یا کس کی وجہ سے یہ رواج پڑ رہا ہے بلکہ جہلا تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج4 ص286 تا289)

شبہ نمبر2:

زیارت بیت اللہ کے وقت سر ننگا رکھنا ضروری ہوتا ہے جو دلیل خشوع ہے اور نماز میں بھی خشوع و خضوع مطلوب ہے۔ لہٰذا نماز میں بھی سر ننگا رکھنا جائز ہے۔

جواب:

اس کے جواب میں ہم ناصر الدین البانی صاحب کی عبارت پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں:

وأما استدلال بعض إخواننا من أنصار السنة فی مصر علی جوازه قیاسا علی حسر المحرم فی الحج فمن أبطل قیاس قرأته عن هؤلاء الإخوان کیف والحسر فی الحج شعیرة إسلامیة ومن مناسکه التی لا تشارکه فیها عبادة أخری ولو کان القیاس المذکور صحیحا للزم القول بوجوب الحسر فی الصلاة لأنه واجب فی الحج وهذا إلزام لا انفکاك لهم عنه إلا بالرجوع عن القیاس المذکور ولعلهم یفعلون

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ: ج1 ص165)

ترجمہ: اور رہا مصر میں ہمارے سنت کے پیروکار بھائیوں کا ننگے سر کے جواز کو حج میں احرام والے شخص کے ننگے سر ہونے پر قیاس کرنا جو میں نے پڑھا ہے، بالکل باطل ہے اور یہ قیاس صحیح کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ حج میں ننگے سر رہنا اسلامی شعار ہے اور حج کے ان مناسک میں سے ہے کہ جن میں کوئی دوسری عبادت شریک نہیں۔ اور اگر مذکورہ قیاس صحیح ہوتا تو پھر نماز میں سر ننگا کرنے کا قول لازم ہو گا (نہ کہ محض جائز) کیونکہ حج میں (بحالت احرام) یہ واجب ہے اور یہ ایسا الزام ہے کہ ان لوگوں کے لیے اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنے مذکورہ قیاس سے رجوع کریں اور شائد کہ وہ اپنے قیاس سے رجوع کر لیں۔

شبہ نمبر3:

خود فقہ کی کتابوں میں ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا اگر خشوع کے ارادے سے ہو تو درست ہے۔ مثلاً منیۃ المصلی میں ہے:

وان یصلی حاسرا راسه تکاسلاً ولا بأس اذا فعله تذللاً وخشوعاً۔

(منیۃ المصلی فصل کراھیۃ الصلاۃ)

ترجمہ: ننگے سر نماز پڑھنا اگر سستی کی وجہ سے ہے تو مکروہ ہے اور اگر عاجزی و خشوع کے ارادے سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

جواب:

غیر مقلدین فقہاء کرام کی ان عبارات کا مطلب نہیں سمجھے اس لیے اس غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ہم شیخ ابراہیم حلبی (م956ھ) کی حلبی کبیر شرح منیۃ المصلی سے اس کا مطلب پیش کرتے ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں: (ولا باس اذا فعله) ای کشف الراس (تذللاً وخشوعاً) لان ذلك هو المقصود الاصلی فی الصلوٰة وفی قوله: له بأس به اشارة الی ان الاولی ان لا یفعله وان یتذلل ویخشع بقلبه فانهما من افعال القلب۔

(حلبی کبیر ص349 کراھیۃ الصلاۃ)

ترجمہ: اور اگر عاجزی اور خشوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو حرج نہیں اس لیے کہ عاجزی اور خشوع ہی نماز میں مقصود اصلی ہے اور یہ جو فرمایا کہ حرج نہیں اس کہنے میں اشارہ ہے کہ افضل یہی ہے کہ عاجزی وخشوع کی صورت میں بھی سر ننگا نہ کرے اور عاجزی وخشوع اپنے دل میں اختیار کرے کیونکہ یہ دونوں دل کے اعمال ہیں۔

منیۃ المصلی کی شرح حلبی صغیر میں ہے: وفی قوله لاباس اشارة الی ان الاولیٰ ان لا یفعله لان فیه ترك اخذ الزینة المأمور بها مطلقاً فی الظاهر.

(حلبی صغیر: فصل کراھیۃ الصلاۃ)

ترجمہ: اور یہ جو فرمایا کہ "حرج نہیں" اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ افضل یہی ہے کہ عاجزی وخشوع کی صورت میں بھی سر ننگا نہ کرے کیونکہ سر ننگا کرنے میں اس زینت کو چھوڑنا لازم آتا ہے جس کا شریعت کی طرف سے بظاہر ہر حال میں حکم دیا گیا ہے (یعنی خواہ خشوع ہو یا نہ ہو)۔

مطلب یہ ہے کہ خواہ کسی کی عاجزی یا خشوع کی نیت ہو بھی تب بھی افضل یہی ہے کہ نماز ننگے سر نہ پڑھے بلکہ سر ڈھانپ کر پڑھے تاکہ زینت جس کا حکم خدا تعالیٰ نے دیا ہے کو ترک کرنا لازم نہ آئے۔

تنبیہ:

یہاں تو غیر مقلدین خشوع کا بہانہ کرکے ننگے سر نماز کے دعوے کر رہے ہیں لیکن قرآن کی آیت " الذین هم فی صلاتهم خٰشعون" میں جب خشوع کا حکم ہوتا ہے اور حضرت ابن عباس اور حضرت حسن بصری اس کی تفسیر عدم رفع یدین فی الصلاۃ سے کرتے ہیں تو غیر مقلدین رفع یدین کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ کیسی دورخی پالیسی ہے؟

غیر مقلدین کا ایک عمومی وعوامی اشکال:

اگر ننگے سر نماز پڑھنا بے ادبی ہے تو پھر حج وعمرہ کرنے والے کو بھی بے ادب کہو کیونکہ وہ بھی ننگے سر ہوتا ہے۔

جواب:

شریعت اعمال بجالانے کا نام نہیں بلکہ اداء پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اگر اعمال اداءِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہیں تو دین ہیں اور اگر اداء پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہوں تو یہ دین نہیں ہے۔ مثلاً:

(1): رمضان المبارک کے دنوں میں صبح صادق سے غروب آفتاب تک نہ کھانے کا نام روزہ ہے۔ اگر کوئی بندہ غروب آفتاب کے بعد بھی کھانے سے رک جائے تو یہ دین نہیں بلکہ موجبِ گناہ ہے، کیونکہ اداء پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

(2): 29 یا 30 رمضان تک روزے رکھنا اداء پیغمبر کے مطابق ہے اس لیے مطابق شریعت ہے۔ اگر کوئی شخص یکم شوال کو بھی روزہ رکھے تو یہ خلافِ شریعت ہے اس لیے کہ اداء پیغمبر نہیں۔

اب اداء پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سر ڈھانپنا اور عمرہ میں سر ننگا رکھنا ہے۔ لہذا نماز میں سر ڈھانپنا اور حج وعمرہ میں سر ننگا رکھنا ہی عین ادب ہے کیونکہ ادء پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم